سپریم کورٹ رپورٹس (1999) SUPP.1 ایس سی آر

پارمبی کولم اے۔ پی۔ او۔ ایسوسی ایشن
بنام
ریاست تامل ناڈو اور دیگران

12 اگست 1999

[بی۔ این۔ کرپال اور ایس۔ راجندر بابو، جسٹسز]

پرمبی کولم الیار پروجیکٹ (پانی کی فراہمی کے ضابطے) ایکٹ، 1993 - پرمبی کولم الیار پروجیکٹ کے ذریعہ آبپاشی کی سہولیات - پانی کی فراہمی کے لئے پروجیکٹ کے تحت آنے والے علاقے کی توسیع - عدالت عالیہ کے 22.12.1983 کے حکم میں درج ہے کہ اپیل کنندہ کو اس منصوبے کے تحت اضافی علاقے کا احاطہ کرنے یا مزید توسیع پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا بشرطیکہ موجودہ ایاکٹس کو 18 ماہ میں ایک بار پانی کی فراہمی کی یقین دہانی کرائی جائے۔ پروجیکٹ کے تحت آنے والے علاقے - کوئی بھی حق نہیں بنایا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کو 18 مہینے میں ایک بار پانی ملے گا - زرعی اصلاحات کے لئے متعارف کرایا گیا قانون جو پانی کی منصفانہ تقسیم اور ایک بڑے علاقے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ فراہم کرتا ہے - قانون میں من مانی یا غلط نہیں سمجھا جا سکتا ہے - آئین ہند، 1950 - آرٹیکل 14۔

آئین ہند، 1950 - آرٹیکل 245 اور 246 - قانون سازی کے اختیارات - توثیق قانون - ریاستی مقننہ بڑی تعداد میں لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے مقصد سے ایک ایکٹ متعارف کرا سکتی ہے - اگر پہلے سے موجود کوئی حق قائم کیا جاتا ہے تو مقننہ اس طرح کا ایکٹ نافذ کر کے اس میں تبدیلی کر سکتی ہے۔

کوئمبٹور ضلع کے کچھ تعلقوں میں زرعی کاموں کے لئے پانی کی فراہمی کے لئے پرمبی کولم الیار پروجیکٹ شروع کیا گیا تھا۔ 1962 میں، تامل ناڈو حکومت کی طرف سے ایک اعلان کیا گیا تھا کہ اس پروجیکٹ کے تحت سال میں ایک بار ایا کٹداروں کو پانی فراہم کیا جائے گا۔ 1967 میں یہ نمائندگی کی گئی تھی کہ اس منصوبے کے تحت سال میں ایک بار 1,40,000 ایکڑ کے علاقے کو سیراب کیا جائے گا اور باقی 1,00,000 ایکڑ کو سولیار اور نیرا ڈیم کی تکمیل کے بعد سیراب کیا جائے گا۔ 1967 میں تامل ناڈو حکومت نے ایک سرکاری حکم جاری کیا جس کے تحت اس نے فیصلہ کیا کہ 1,15,000 ایکڑ کے اضافی علاقے کو سیراب کرنے کے لئے پانی کی فراہمی کی جائے۔ درخواست گزاروں نے اس فیصلے کو عدالت عالیہ میں چیلنج کیا تھا کیونکہ فریقین کے مابین اتفاق رائے کے نتیجے میں دائر عرضیوں کو 22.12.1983 کے ایک حکم کے ذریعہ نمٹا دیا گیا تھا۔ مذکورہ حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ اپیل کنندگان کو اس منصوبے کے تحت 1,15,000 ایکڑ کے اضافی رقبے کا احاطہ کرنے یا مزید توسیع کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا بشرطیکہ موجودہ علاقوں کو 18 ماہ میں ایک بار پانی کی فراہمی کی یقین دہانی کرائی جائے۔ ایک دہائی کے بعد ریاست تامل ناڈو نے پرمبی کولم الیار پروجیکٹ (ریگولیشن آف واٹر سپلائی) ایکٹ 1993 نافذ کیا جس کا مقصد مذکورہ پروجیکٹ کے تحت آبپاشی کی سہولیات فراہم کرنا تھا تاکہ پورے علاقے کو چار زونوں میں تقسیم کیا جا سکے اور موجودہ تین زونوں کے مقابلے میں ہر زون کو دو سال میں ایک بار آبپاشی فراہم کی جا سکے۔

اپیل کنندگان نے اس قانون کے جواز کو عدالت عالیہ میں چیلنج کرتے ہوئے دلیل دی کہ مقننہ کے پاس 22.12.1983 کے حکم کو رد کرنے اور اسے ختم کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ عدالت عالیہ نے عرضی درخواست کو خارج کرتے ہوئے کہا کہ اضافی زمین کو پانی فراہم کرنے کے لئے مقننہ کے اقدام کو کسی بھی صورت میں من مانی یا غیر قانونی نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

اس حکم کو چیلنج کرنے والی اس اپیل میں اپیل گزاروں نے دلیل دی تھی کہ مقننہ کے پاس 22.12.1983 کے حکم کو کالعدم قرار دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے اس عدالت نے

منعقد: 1.1۔ عدالت عالیہ کے 22.12.1983 کے حکم کا مطلب یہ نہیں سمجھا جا سکتا ہے کہ اپیل کنندگان کو 18 مہینے میں ایک بار پانی ملے گا۔ اس منصوبے کے تحت احاطہ کیے جانے والے رقبے میں اضافہ نہ کرنے کے لئے ریاست کو کوئی منڈامس جاری نہیں کیا گیا تھا۔ اگر کوئی اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں پانی کی فراہمی 18 مہینوں میں ایک بار نہیں بلکہ زیادہ وقفے سے دی جاتی ہے تو اپیل کنندگان کو اسے چیلنج کرنے کا حق ہوگا۔ [401-ایچ؛ 402-اے-بی]

مدن موہن پاٹھک اور دیگران بنام یونین آف انڈیا اینڈ دیگران [1978] 2 ایس سی سی 50 اور ایس۔آر۔ بھاگوت اور دیگران بنام ریاست میسور، [1995] 6 ایس سی سی 16 ممتاز۔

2.1۔ پربمبی کولم الیار پروجیکٹ (ریگولیشن آف واٹر سپلائی) ایکٹ، 1993 کے نفاذ کے لئے جائز بنیاد تھی۔ مذکورہ پربمبی کولم الیار پروجیکٹ کے تحت آبپاشی کی سہولیات فراہم کرنے کے مقصد سے پورے علاقے کو چار زونوں میں تقسیم کر کے موجودہ تین زونوں کے مقابلے میں ہر زون کو دو سال میں ایک بار آبپاشی فراہم کرنے کے مقصد سے یہ قانون بنایا گیا تھا۔ دس سال کی مدت میں حالات میں تبدیلی کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ قانون زرعی اصلاحات کے لئے متعارف کرایا گیا تھا تاکہ پانی کی منصفانہ تقسیم کی فراہمی ہو اور ایک بڑے علاقے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ [399-ایف؛ 402-سی]

2.2۔ حالات میں تبدیلی کے پیش نظر مقننہ میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور وقت گزرنے کے ساتھ یا کسی اور صورت میں لوگوں کی بڑی تعداد کو فائدہ پہنچانے کے مقصد سے ایک ایکٹ متعارف کرایا گیا۔ اس طرح کے کسی بھی قانون کو من مانی یا کسی بھی صورت میں قانون میں خراب نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ [403-ڈی]

ریاست تامل ناڈو بنام ارون شوگرز لمیٹڈ، [1997] 1 ایس سی سی 326 اور پرتھوی کاٹن ملز لمیٹڈ بنام بروچ بورو میونسپلٹی اور دیگر، [1969] 2 ایس سی سی 283، حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 7719 آف 1994۔

مدراس عدالت عالیہ کے 15.7.1994 کے فیصلے اور حکم سے ڈبلیو پی نمبر 12581 آف 1993۔

اپیل کنندگان کی طرف سے اے۔کے۔گنگولی، ایس۔اروند اور وی۔بالا چندرن۔

جواب دہندگان کی طرف سے آر موہن، ایم اے کرشن مورتی، ایم اے چناسوامی اور آر نیڈ ومارن شامل ہیں۔

مدعا علیہ کے لئے میسرار پوتھم، اروناا اینڈ کمپنی، (این پی)۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

کرپال، جسٹس۔

اس اپیل میں پرمبی کولم الیار پروجیکٹ (ریگولیشن آف واٹر سپلائی) ایکٹ، 1993 کی قانونی حیثیت تنازعہ کا موضوع ہے جو مدراس عدالت عالیہ کی طرف سے ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 133 کے تحت دیئے گئے سرٹیفکیٹ کے مطابق پیدا ہوتی ہے۔

موجودہ اپیل کو نمٹانے کے لئے جو حقائق متعلقہ ہیں وہ یہ ہیں کہ اپیل کنندگان سوسائٹی کے ارکان کسان ہیں جو ان زمینوں پر زرعی کام کر رہے ہیں جو پرمبی کولم الیار پروجیکٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

مذکورہ پروجیکٹ کوئمبٹور ضلع کے کچھ تعلقوں میں زرعی کاموں کے لئے پانی کی فراہمی کے مقصد سے شروع کیا گیا تھا۔کہا جاتا ہے کہ 1962 میں تامل ناڈو حکومت کی پالیسی کے ذریعہ ایک اعلان کیا گیا تھا کہ اس پروجیکٹ کے تحت سال میں ایک بار آیا کٹداروں کو پانی فراہم کیا جائے گا۔1967 میں یہ نمائندگی کی گئی تھی کہ اس پروجیکٹ کے تحت سال میں ایک بار 1,40,000 ایکڑ رقبے کو سیراب کیا جائے گا اور سولیار اور نیرا ڈیم کی تکمیل کے بعد باقی ایک لاکھ ایکڑ رقبے کو سیراب کیا جائے گا۔

1967 میں تامل ناڈو حکومت نے ایک سرکاری حکم جاری کیا جس کے تحت اس نے فیصلہ کیا کہ 1,15,000 ایکڑ کے اضافی علاقے پر آبپاشی کے لئے پانی کی فراہمی کی جائے۔ اس فیصلے کو اپیل کنندگان نے مدراس عدالت عالیہ میں 1978 کی عرضی درخواست نمبر 575 اور 1309 دائر کر کے چیلنج کیا تھا۔ 22 دسمبر 1983ء کو فریقین کے درمیان معاہدے کے نتیجے میں درج ذیل حکم کے ذریعے عرضی درخواستیں نمٹا دی گئیں:

"اپیل کنندگان کے فاضل وکیل اور فاضل ایڈیشنل سرکاری وکیل اس بات پر متفق ہیں کہ مندرجہ ذیل حکم دیا جاسکتا ہے اور فریقین پر لاگو کیا جاسکتا ہے:

عرضی میں کہا گیا ہے، 'اپیل کنندگان کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ پرمبی کولم الیار پروجیکٹ کے تحت 250000 ایکڑ کے اصل ایاکٹ میں جی او نمبر 126 کے مطابق 115000 ایکڑ کی توسیع کی گئی ہے۔

بشرطیکہ توسیع شدہ ایاکٹ میں نئے ایاکٹداروں کو پانی لگانے سے پہلے اصل ایاکٹ داروں کو مناسب مقدار میں پانی کی فراہمی کی یقین دہانی کرائی جائے، بشرطیکہ اٹھارہ ماہ میں ایک بار باقاعدگی سے یا قابل عمل دستیابی ہو۔

ان عرضی درخواستوں میں اس کے مطابق ایک حکم جاری کیا جائے گا۔ اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔

مذکورہ حکم کی منظوری کے تقریباً ایک دہائی بعد ریاست تامل ناڈو نے متنازعہ قانون نافذ کیا۔ دیباچہ میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا تھا کہ آئین ہند کے آرٹیکل 48 کے تحت ریاست کو جدید اور سائنسی خطوط پر زراعت کو منظم کرنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے اور اس وقت 2,02,152 ایکڑ زمین آبپاشی کے لئے پروجیکٹ سے پانی کی فراہمی حاصل کر رہی تھی اور پورے ایاکٹس کو تین زونوں میں تقسیم کر کے اور ہر سال میں باری باری 18 مہینوں میں ایک بار پانی کی فراہمی کر رہی تھی۔ دیباچہ میں قحط زدہ دیگر تعلقوں

سے موصول ہونے والی نمائندگی کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو ان تعلقوں کو پروجیکٹ کے تحت پانی کی فراہمی میں توسیع چاہتے تھے۔ مذکورہ پروجیکٹ کے تحت آبپاشی کی سہولیات فراہم کرنے کے مقصد سے پورے علاقے کو چار زونوں میں تقسیم کر کے موجودہ تین زونوں کے مقابلے میں ہر زون کو دو سال میں ایک بار آبپاشی فراہم کرنے کے مقصد سے یہ قانون بنایا گیا تھا۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 3، جو موجودہ معاملے سے متعلق ہے، درج ذیل ہے:

3(1). فی الحال نافذ العمل کسی بھی قانون میں یا کسی عدالت، ٹریبونل یا دیگر اتھارٹی کے کسی فیصلے، فرمان یا حکم یا کسی رسم، معاہدے یا استعمال یا حکومت کی طرف سے پربھی کولم-الیار پروجیکٹ میں ایاکٹس کو شامل کرنے یا اس ایکٹ کی اشاعت کی تاریخ پر اس ایکٹ کی اشاعت کی تاریخ پر نافذ العمل ہونے کے بارے میں حکومت کی طرف سے بنائے گئے یا جاری کردہ کسی بھی قاعدے، نوٹیفکیشن یا حکم کے باوجود۔ تامل ناڈو گورنمنٹ گزٹ، حکومت چیف انجینئر (آبپاشی) یا ایسے دیگر افسر یا اتھارٹی سے مشورہ کرنے کے بعد، جسے وہ ضروری سمجھیں، نوٹیفکیشن کے ذریعے، 3,77,152 ایکڑ تک زرعی مقاصد کے لئے پانی کی فراہمی کو مقرر کردہ قواعد کے مطابق باری باری ریگولیٹ کر سکتی ہے؟ پابربھی کولم-الیار پروجیکٹ میں زمین کی قیمت، جو شیڈول میں بیان کردہ چار زونوں پر مشتمل ہے۔

(2) حکومت ذیلی دفعہ (1) کے تحت نوٹیفکیشن جاری کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھے گی:

(الف) عام لوگوں کی دلچسپی۔

(ب) زیادہ سے زیادہ ممکنہ فائدہ جس کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ زمینوں تک پانی کی فراہمی کو بڑھانے میں زرعی پیداوار ہو سکتی ہے۔

(ج) پسماندہ اور قحط زدہ علاقوں کو ایاکٹس کے اندر لا کر خوشحالی لانے کا فائدہ؛

(د) موجودہ ایاکٹس کو پانی کی دستیابی؛

(ل) دستیاب پانی کا بڑی حد تک زیادہ سے زیادہ استعمال؛ اور

(م) ایسے دوسرے معاملات جو مقرر کیے جاسکتے ہیں۔

مدراس عدالت عالیہ میں عرضی درخواست دائر کر کے مذکورہ ایکٹ کے جواز کو چیلنج کیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ کے سامنے یہ دلیل دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ مقننہ کے پاس 22 دسمبر 1983 کے اس حکم کو کالعدم قرار دینے اور اسے ختم کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے جو اس سے پہلے دائر کی گئی عرضی درخواست میں منظور کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا کہ مدعاعلیہ کو اس وعدے سے پیچھے ہٹنے سے روکا گیا تھا جس کی بنیاد پر 22 دسمبر 1983 کا حکم جاری کیا گیا تھا۔

عدالت عالیہ نے عرضی درخواست کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا کہ حالات میں تبدیلی کے لئے قانون سازی کی ضرورت ہے اور اس معاملے میں وعدہ امتناع کا اصول لاگو نہیں ہوتا ہے۔ یہ بھی اس نتیجے پر پہنچا کہ اضافی زمین کو پانی فراہم کرنے کے لئے مقننہ کے اقدام کو کسی بھی صورت میں من مانی یا غیر قانونی نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔

سینئر وکیل جناب اے۔کے۔گنگولی نے کہا کہ تامل ناڈو کی قانون ساز اسمبلی کے پاس اس متنازعہ قانون کو منظور کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے، جس کے مطابق 22 دسمبر 1983 کا فیصلہ بے معنی ہے۔ اس دلیل کی حمایت میں انہوں نے مدن موہن پاٹھک اور دیگر بنام یونین آف انڈیا اور دیگران، [1978] 2 ایس سی سی 50 اور ایس۔آر۔بھاگوت اور دیگران بنام ریاست میسور، [1995] 6 ایس سی سی 16 میں اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کرنے کی کوشش کی۔۔ ہماری رائے میں ان میں سے کوئی بھی فیصلہ اپیل کنندہ کی مدد نہیں کرسکتا۔

مدن موہن پاٹھک کے معاملے میں سوال یہ تھا کہ کیا کلکتہ عدالت عالیہ نے لائف انشورنس کارپوریشن کو 24 جولائی 1974 کو اپنے کلاس تھری اور کلاس فور کے ملازمین کو تصفیے کے معاملے میں نقد بونس ادا کرنے کی ہدایت دی تھی، جو صنعتی تنازعات ایکٹ کی شرائط کے تحت حتمی بن گیا تھا، کیا پارلیمنٹ لائف انشورنس کارپوریشن (سیٹلمنٹ میں ترمیم) ایکٹ نافذ کرکے اس میں خلل ڈال سکتی ہے۔ عدالت نے مذکورہ ایکٹ کی دفعات کی تشکیل کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچا کہ مذکورہ ایکٹ صرف متوقع طور پر ہی کام کرسکتا ہے۔ مدن موہن پاٹھک کے معاملے میں اس عدالت نے اس حقیقت کا نوٹس لیا کہ واحد جج لیٹرز پیٹنٹ اپیل کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی گئی تھی۔ یونین آف انڈیا نے مذکورہ اپیلوں کو واپس لے لیا اور واحد جج کے فیصلے کو حتمی بننے کی اجازت دے دی۔ اس کے پیش نظر عدالت اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ اگر اپیل کی پیروی کی جاتی تو واحد جج کے فیصلے کو تبدیل کیا جاسکتا تھا لیکن اس طرح اپنانے کے بجائے متنازعہ ایکٹ نافذ کیا گیا تھا۔ مدن موہن پاٹھک برائے ریاست تامل ناڈو بنام ارون شوگرز لمیٹڈ کی اس عدالت نے صفحہ 345-334 پر 1 ایس سی سی 326 کے معاملے میں فیصلے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ مدن موہن پاٹھک کے معاملے میں حقائق کی وجہ سے وہ اصول جو اس عدالت نے پرتھوی کاٹن ملز لمیٹڈ بنام بروچ بورومیونسپلٹی اور دیگر ان [1969] 2 ایس سی سی 283 میں بیان کیا تھا، کا اطلاق نہیں کیا جاسکا۔ مدن موہن پاٹھک کے معاملے میں یہ فیصلہ واضح طور پر فوری معاملے میں لاگو نہیں ہوتا ہے۔

اسی طرح ایس آر بھاگوت کا معاملہ (سپرا) موجودہ معاملے میں اپیل کنندگان کے لئے کوئی مددگار ثابت نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اس عدالت نے کہا کہ نئے قانون کے نفاذ کے ذریعہ مندمس کے حکم کو منسوخ کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس میں اصل الاٹمنٹ سے پہلے کی مدت کے لئے تنخواہ کے بقایاجات میں ترقی پانے والوں کو غیر قانونی قرار دینے کی کوشش کی گئی تھی جس کا سابقہ اثر تھا اور تنخواہ کے بقایاجات کا حق چھیننے کی کوشش کی گئی تھی۔ عدالت کے فیصلے کے نتیجے میں حتمی بن گیا تھا جسے اپیل میں چیلنج نہیں کیا گیا تھا۔ موجودہ معاملے میں متنازعہ قانون کا کوئی سابقہ آپریشن نہیں تھا۔

عدالت عالیہ کے 22 دسمبر 1983 کے حکم کو غور سے پڑھا جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ اپیل کنندگان کو 18 مہینے میں ایک بار پانی ملے گا۔ مذکورہ حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ اپیل کنندگان کو اس منصوبے کے تحت 1,15,000 اضافی رقبے کا احاطہ کرنے یا مزید توسیع پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا بشرطیکہ

موجودہ ایاکٹس کو 18 ماہ میں ایک بار پانی کی فراہمی کی یقین دہانی کرائی جائے۔ ریاست کو کوئی حکم نامہ جاری نہیں کیا گیا تھا کہ وہ اس منصوبے کے تحت آنے والے رقبے میں اضافہ نہ کرے۔ اگر کوئی اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں پانی کی فراہمی 18 مہینوں میں ایک بار نہیں بلکہ زیادہ وقفے سے دی جاتی ہے تو اپیل کنندگان کو اسے چیلنج کرنے کا حق ہوگا۔ لہٰذا موجودہ صورتحال اور مدن موہن پاٹھک کے معاملے (سپرا) اور ایس آر بھاگوت کے معاملے (سپرا) میں یہ عدالت جس صورتحال سے نمٹ رہی تھی، اس میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔

ہم اس معاملے کو ایک مختلف زاویے سے دیکھ سکتے ہیں۔ 1983 میں موجود حقائق کی بنیاد پر 22 دسمبر 1983 کا حکم جاری کیا گیا تھا، جس کے نتیجے میں 3,65,000 ایکڑ کے علاقے کو اس منصوبے میں شامل کیا گیا تھا۔ دس سال کی مدت میں حالات میں تبدیلی کو مدنظر رکھتے ہوئے، اور زرعی اصلاحات کے معاملے کے طور پر، پانی کی زیادہ منصفانہ تقسیم کے لئے ایک نیا طریقہ کار نافذ کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں عدالت عالیہ کے سامنے پیش کردہ مواد کی بنیاد پر اس نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا تھا:

"36۔۔۔۔ جواب دہندگان کے ذریعہ ہمارے سامنے رکھے گئے مواد یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آبپاشی کے مقصد کے لئے ایکٹ کے ذریعہ متعارف کرایا جانے والا چار زون پیٹرن یقینی طور پر بڑی تعداد میں کسانوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ قحط زدہ علاقوں میں خشک زمینوں کا زیادہ رقبہ کاشت کاری کے تحت لایا جائے گا۔ نئے پیٹرن سے سال بھر تمام نہروں میں مسلسل بہاؤ ہوگا جس کے نتیجے میں زیر زمین پانی کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ ایاکٹ علاقوں اور ملحقہ علاقوں کے تمام کنوؤں کو زیر زمین پانی کے ری چارج کا بالواسطہ فائدہ ملے گا، جس سے لوگوں کو غیر آبپاشی کے دوران بھی گھریلو اور آبپاشی کے مقاصد کے لئے کنویں کے پانی کو استعمال کرنے میں مدد ملے گی۔ موجودہ نمونہ ایسا ہے کہ نہروں میں پانی کا بہاؤ سال بھر اپنی پوری لمبائی تک رہتا ہے۔

37. ہم دیکھتے ہیں کہ آبپاشی کے چار زون پیٹرن کے تحت، پرانے ایاکٹ میں 2,03,299 ایکڑ کی پوری حد مندرجہ ذیل طریقے سے چاروں زونوں میں تقسیم کی گئی ہے:

زون	پرانا ایوکٹ	نئی توسیع
زون اول	70,308	28,250
زون دوم	43,851	54,567
زون سوم	54,537	39,487
زون چہارم	34,603	51,549

حکومت کی طرف سے دائر کردہ منصوبوں پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلے گا کہ اس علاقے کو چار زونوں میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ پانی ہر بار سر سے دم کے سرے تک بہہ جائے گا۔ اس کے نتیجے میں بلاشبہ فضا میں نمی کا زیادہ فیصد برقرار رہے گا۔مختصر یہ کہ 3,77,000 ایکڑ کی آبپاشی پر کوئی بھی استثنیٰ نہیں لے سکتا جبکہ 2,03,000 ایکڑ زمین اس بنیاد پر ہے کہ اصل ایا کٹداروں کو ایک خاص مقدار میں پانی حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے پاس ایسا حق ہے تو اسے مناسب قانون سازی کے ذریعہ معقول حد تک محدود کیا جاسکتا ہے۔تاہم، یہ بالکل واضح ہے کہ یہ قانون صرف مساوی طریقے سے پانی کی تقسیم کو ریگولیٹ کر رہا ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ زمینوں کو زیر کاشت لانے اور زرعی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے زرعی اصلاحات کا ایک پیمانہ ہے۔

اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مذکورہ ایکٹ کے نفاذ کے لئے ایک جائز بنیاد تھی۔ ہمیں حالات میں تبدیلی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی بڑی تعداد کو فائدہ پہنچانے کے مقصد سے قانون سازی میں کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی۔اس طرح کے کسی بھی قانون کو من مانی یا کسی بھی صورت میں قانون میں خراب نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔اپنی بات ختم کرنے سے پہلے ہم یہ مشاہدہ کرنا چاہیں گے کہ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کا بھی نوٹس لیا ہے کہ اپیل کنندگان نے پہلے سے موجود کوئی حق قائم نہیں کیا ہے اور کسی بھی صورت میں، اگر یہ حق قائم ہو بھی جاتا تو ریاستی مقننہ یقینی طور پر اس میں تبدیلی کر سکتی تھی تا کہ ایک بڑے علاقے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچایا جاسکے۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر ہمیں اس اپیل میں کوئی صداقت نظر نہیں آتی۔ اسی کو مسترد کردیا جاتا ہے۔ تاہم، اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں ہوگا۔

این۔ جے

اپیل خارج کردی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:20
I am the author of this
document